مشتاقانِ جمالِ نبوی

کی

کیفیاتِ جذب و مستی

مفتی محمد خان قادری

عالمی دعوتِ اسلامیہ
1- فصیح روڈ، اسلامیہ پارک لاہور فون: 7594003

نام کتاب ------ مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب ومستی

تصنیف ----- مُفتی مُحمد خاں قادری

ناشر ----- عالمی دعوتِ اسلامیہ

اشاعت ------ جنوری ۱۹۹۷ء

طابع --------- سُہیل لطیف

تعداد ----- ۱۱۰۰

قیمت ----------

عطیہ

از

محترم مفتی محمد خان قادری صاحب

صفحہ	فہرست مضامین	نمبر شمار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اس کائنات میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد حضور علیہ السلام کے صحابہؓ کا مقام ہے۔ آپؐ کے صحابہؓ کو تمام دیگر انبیاء کے ساتھیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ و رسول سے انہیں جو تعلق حاصل ہے وہ انہیں کا حصہ ہے' بلاواسطہ فیض نگاہ نبویؐ سے انہیں کے سینے نور علی نور ہوئے' اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے چہرہ اقدس اور شخصیت مبارکہ کو صبح و شام دیکھنا اور تکنا فقط انہیں نصیب ہوا' آپ کی صحبت میں بیٹھنا' آپؐ کی شیریں و حسین گفتگو سے محظوظ ہونا' آپؐ کی خدمت اقدس میں حضرت جبریل کو آتے جاتے' نزول قرآن اور کیفیات وحی کو دیکھنے کا شرف صرف انہوں نے پایا ہے' زمین و آسمان نے ان سے بڑھ کر اللہ و رسولؐ سے وفادار اور سچے اور سچے انسان نہیں دیکھے' وہ راتوں کو بارگاہ ایزدی میں مصلوں کی پشتوں پر اور دن کو ظلم کے خلاف گھوڑوں کی پشتوں پر دکھائی دیتے' ان کے سینے اللہ و رسولؐ کی محبت سے آباد تھے اور ان کے دل و دماغ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کی سرشاریوں سے معمور و شاداب تھے ان کی یہ کیفیت تھی:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ان کے ظاہر پر اگر شریعت کا پہرہ تھا تو ان کے باطن پر خشیت و محبت الٰہی کی حکمرانی تھی۔ وہ اپنے اللہ و رسولؐ کو جس طرح مسجد میں مانتے تھے بازار میں بھی اسی طرح ان کے آگے دل و دماغ کو جھکائے رکھتے تھے' وہ صرف مسجد میں ہی نماز ادا نہیں کرتے تھے بلکہ چوبیس گھنٹے نمازی رہتے تھے' ان کا تن ہی نمازی نہ تھا بلکہ

ان کا من، تن سے بڑھ کر نمازی تھا ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن نے کہا:

رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن زكر الله و اقام الصلواة (النور)

"کچھ مرد ایسے ہیں جنہیں کوئی تجارت اور بیع، اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی بارگاہ میں بصورت نماز حاضری سے مشغول نہیں کر سکتی۔"

یعنی ان کا ہاتھ کام کی طرف ہو سکتا ہے لیکن دل اپنے یار اور محبوب حقیقی کی یاد میں مگن رہتا ہے۔ وہ اگر نماز و روزہ اپنے مولیٰ کی خوشنودی کے لیے ادا کرتے تھے تو ان کی تجارت، کاروبار، خدمت خلق اور زندگی کا ہر عمل بھی اللہ و رسولؐ کی خاطر ہی ہوا کرتا تھا:

ان صلوتی ونسکی ومحیای و مماتی للہ رب العالمین

"بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔"

موت کے وقت بھی ان کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ کاش ہمارا سر اس کی بارگاہ میں اور رسول اللہ کے قدموں پر ہو۔ دشمن انہیں پھانسی لٹکاتے وقت ان کی آخری خواہش پوچھتے تو وہ کہتے ہمیں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سجدہ کی اجازت دے دو۔ غزوہ میں شہید ہوتے وقت پوچھتے میرے کریم آقا کہاں ہیں؟ اگر کوئی بتا دیتا بالکل قریب ہیں تو اپنے آپ کو گھسیٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک پہنچ جاتے اور قدموں پر سر رکھ کر کہتے۔

فزت برب الکبعة

رب کعبہ کی قسم اب کامیابی نصیب ہوئی ہے۔

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

ذرا حضرت معد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اس مقدس گفتگو پر ایک نظر ڈال لیجئے انہوں نے جو شہادت کے آخری لمحات میں بطور پیغام فرمائی تھی حضرت زید بن

ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے غزوہ احد کے اختتام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا' کیا سعد زندہ ہیں یا شہید ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے بارے میں معلوم کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان رائیتہ فاقرئہ منی السلام و قل لہ یقول لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تجدک؟	اگر تیری ملاقات ہو جائے تو میرا انہیں سلام کہنا اور پوچھنا کیسے ہو؟

میں انہیں شہدا میں تلاش کرتا ہوا نکلا تو ان کے آخری سانس تھے' ان کا جسم' تیر اور تلواروں کے ستر سے زائد زخموں کی وجہ سے چور چور تھا۔ میں نے آواز دی۔

یا سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرا علیک السلام. ویقول لک خبرنی کیف تجدنی؟	اے سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام دے رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کیا محسوس کر رہے ہو؟

حضرت سعد نے آنکھیں کھولیں اور حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہوئے کہنے لگے۔

علی رسول اللہ السلام و علیک السلام قل لہ اجدنی ریح الجنۃ	اللہ کے رسول کی خدمت میں میرا سلام عرض کرو تم پر بھی سلام ہو' عرض کرنا میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔

اور انصار بھائیوں کو میرا یہ پیغام دے دینا۔

لا عذر لکم عند اللہ ان یخلص الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفیکم شفر یطرف (المستدرک 3 = 201)	اگر تم میں سے ایک شخص کے زندہ ہوتے ہوئے بھی حضور کو تکلیف پہنچی تو تمہیں اللہ کے ہاں معافی نہیں ملے گی۔

ایک لمحہ رک کر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی جرات و محبت کو

بھی پڑھ لیجئے امام شعبی بیان کرتے ہیں' حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب تم اسلام لائے تو اس وقت مشرکین کی طرف سے تم پر کیسے گذری انہوں نے کہا اے امیرالمومنین۔

انظر ظھری — میری پشت پر نظر ڈالو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی پشت دیکھ کر فرمایا۔

مارایت کالیوم ظھر رجل — میں نے آج تک ایسی زخمی پشت کسی کی نہیں دیکھی۔

اس پر حضرت جناب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ان زخموں کا سبب یہ ہے۔

لقد اوقدت نار و سحبت علیھا فـ اطفاھا الا ودک ظھری (اسد الغابہ 2 = 115) — آگ جلا کر مجھے اس میں اوندھا کر کے ڈال دیا جاتا اس کے انگارے میری پشت کی چربی پگھلنے سے ہی بجھتے

پھر وہاں سے نکال کر پوچھتے اب تو دین الٰہی کو مانے گا؟ میں ان کے جواب میں کہتا یہ آگ' انگارے اور اس کی تپش میرے سینے سے اللہ اور رسول کی محبت کو خارج کرنے کے بجائے اس میں اضافہ اور تپش پیدا کر رہے ہیں۔

ذرا بلال کے عشق و محبت کی مستی سے کچھ لذت لیجئے' کون سا ظلم کا پہاڑ اس عاشق رسول پر نہیں ڈھایا گیا' گرم ریت پہ لٹا کر ان کے پیٹ پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے تاکہ حرکت نہ کر سکیں' بچوں کے حوالے کر دیا جاتا۔

فجعلوا یلعبون بہ بین اخشی مکہ فاذا ملوا ترکوہ (اسد الغابہ 1 = 245) — جو انہیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے جب بچے تھک جاتے پھر انہیں چھوڑتے۔

چشم فلک نے ابوبکرؓ جیسا جانثار' بلالؓ جیسا عاشق' خبیب جیسا وفادار' سعد بن ربیع جیسا دیوانہ' علیؓ جیسا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بستر نبی پر لیٹنے والا اور زید بن دثنہ جیسا محب کبھی نہیں دیکھا نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔ نگاہ نبویؐ کے فیض سے انہیں علم و عمل میں وہ مقام نصیب ہوا۔ کوئی انسان زندگی کے

کسی بھی شعبہ میں ان میں سے کسی بھی اقتدا کرے کامیابی اس کے قدم چومے گی خود ان کے مربی ﷺ کا فرمان ہے۔

اصحابی کا النجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی اقتدا کر لو منزل پا لو گے۔

بلکہ ہم سب کے خالق جل و علا شانہ کا مقدس فرمان ہے:

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اھتدوا (البقرہ)

"اگر لوگ اس طرح ایمان لے آئیں جس طرح صحابہ لائیں ہیں تو لوگ منزل کو پالیں۔"

آج کا دور بھی کسی ایسے ہی محب و دیوانے کی تلاش میں ہے بقول علامہ اقبال مرحوم۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

کافی عرصہ ہوا ہم نے اس موضوع پر مواد جمع کیا تھا ایک دفعہ شائع بھی ہوا خیال تھا دوبارہ اضافات شامل کر کے شائع کیا جائے گا مگر اس دفعہ بھی کتابت نہ ہونے کی وجہ سے اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔

سیرت کے حوالے سے ان موضوعات پر بھی کام شائع ہو رہا ہے۔ جسم نبوی کی خوشبو، رفعت ذکر نبوی۔ مزاح نبوی، تبسم نبوی، صحابہ کرام اور بوسہ جسم نبوی، گریہ نبوی، اللہ اللہ حضور کی باتیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی سرشاریاں عطا فرمائے۔

اسلام کا ادنیٰ خادم

محمد خان قادری



صحابہ کرام کی خوش بختی اور اقبال مندی کا کیا ٹھکانہ تھا وہ ہمہ وقت جلوۂ حسن کا نظارہ کرتے، آپؐ کا چہرہ اقدس دو گھڑی کے لیے اوجھل ہو جاتا تو آتشِ فرقت میں پروانہ وار جلنے لگتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا صدیق اکبرؓ کی والہانہ محبت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی سارا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر آتے تو جدائی کے یہ چند لمحے کاٹنا بھی ان کے لیے دشوار ہو جاتا وہ ساری ساری رات ماہیِ بے آب کی طرح بیتاب رہتے ہجر و فراق میں جلنے کی وجہ سے ان کے جگر سوختہ سے اس طرح آہ سرد اٹھتی جس طرح کوئی چیز جل رہی ہو اور یہ کیفیت اس وقت تک رہتی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو دیکھ نہ لیتے۔

حوالہ

سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا سبب

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے وصال کا سبب بھی ہجر و فراقِ رسول ہی ہے۔ آپ کا جسم اقدس اس فرقت میں نہایت ہی لاغر ہو چکا تھا۔

کان سبب موت ابی بکر الکمد	ابوبکر صدیقؓ کی موت کا سبب غم وصال
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	تھا ہے (یہی وجہ ہے کہ) فراق میں آپ کا جسم
فما زال جسمہ یحوی حتی مات۔[1]	نہایت ہی کمزور ہو گیا تھا۔

---

[1] مسند ابی بکر الصدیق۔ ۱۹۸

علامہ اقبال رحمہ اللہ اسی سوز و گداز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قوتِ قلب و جگر گردد نبی

از خدا محبوب تر گردد نبی

ذرہ عشقِ نبی از حق طلب

سوزِ صدیق و علی از حق طلب

دارِ ارقم کا واقعہ

مکہ معظمہ میں اسلام کا پہلا تعلیمی اور تبلیغی مرکز کوہ صفا کے دامن میں واقع دارارقم تھا اسی میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس فرماتے۔ ابھی مسلمانوں کی تعداد ۳۹ تک پہنچی تھی کہ سیدنا صدیقِ اکبرؓ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کفار کے سامنے دعوتِ اسلام اعلانیہ پیش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے کے باوجود انہوں نے اجازت پر اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔

قام ابوبکر فی الناس خطیبا ورسول	سیدنا صدیق اکبرؓ نے بلند آواز سے خطبہ دینا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس	شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ
وکان اول خطیب دعا الی اللہ	وسلم کی طرف سے سب سے پہلی یہی اعلانیہ
عزوجل والی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]	دعوت تھی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ اوّل خطیب الاسلام کہلائے۔ نتیجۃً کفار نے آپ پر حملہ کردیا اور آپؓ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ خون میں لت پت ہوگئے کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا تھا جب انہوں نے محسوس کیا کہ آپ کی روح پرواز کر چکی ہے تو اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور مشورہ کیا کہ اگر آپؓ فوت ہوگئے تو ہم اس کا ضرور بدلہ لیں گے۔

آپ کے والد گرامی ابوقحافہ، والدہ اور آپ کا خاندان اس انتظار میں تھا کہ کب ہوش آتا ہے سارا دن پروانۂ عشقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش رہا۔ دن کے آخری حصہ میں جب ہوش آیا اور آنکھ کھولی تو

---

[1] تاریخ الخمیس، ۱: ۲۹۴

پہلا جملہ جو آپ کی زبان اقدس پر جاری ہوا یہ تھا۔

ما فعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں۔

تمام خاندان ناراض ہو کر چلا گیا کہ ہم تو اس کی فکر میں ہیں اور اسے کسی اور کی فکر لگی ہوئی ہے آپ کی والدہ آپ کو کوئی نہ کوئی شے کھانے یا پینے کے لیے کہتیں لیکن اس عاشق رسول کا ہر مرتبہ یہی جواب تھا کہ اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ ہی کچھ پیوں گا جب تک مجھے اپنے محبوب کی خبر نہیں مل جاتی کہ وہ کس حال میں ہیں۔ لخت جگر کی یہ حالت زار دیکھ کر آپ کی والدہ کہنے لگیں۔

واللّٰہ مالی علم بصاحبك — خدا کی قسم مجھے آپ کے دوست کی خبر نہیں کہ وہ کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا حضرت ام جمیلؓ بنت الخطاب کے پاس جاؤ اور ان سے حضور کے بارے پوچھ کر آؤ آپ کی والدہ ام جمیلؓ کے پاس گئیں اور ابو بکر کا ماجرا بیان کیا چونکہ انہیں ابھی اپنا اسلام خفیہ رکھنے کا حکم تھا اس لیے انہوں نے کہا کہ میں ابو بکرؓ اور ان کے دوست محمد بن عبداللہ کو نہیں جانتی۔ ہاں اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے ساتھ تیرے بیٹے کے پاس چلتی ہوں حضرت ام جمیلؓ آپ کی والدہ کے ہمراہ جب سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس آئیں تو ان کی حالت دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور کہنے لگیں۔

انی لارجو ان ینتقم اللّٰہ لك — اللہ تعالیٰ ان سے ضرور بدلہ لے گا۔

آپ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ

ما فعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں۔

انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو بلکہ بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا

هو سالم صالح — آپ محفوظ و باخیریت ہیں۔

پوچھا

این هو؟[1] — آپ اس وقت کہاں ہیں؟

انہوں نے عرض کیا کہ آپ دار ارقم میں ہی تشریف فرما ہیں آپ نے یہ سن کر فرمایا

فان للّٰہ تبارك و تعالیٰ علی الیة — خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہے اس وقت تک نہ کچھ

ان لا اذوق طعاما او شرابا او اتی — کھاؤں گا اور نہ ہی کچھ پیوں گا جب تک میں اپنے

---

[1] تاریخ الخمیس، ۱، ۲۹۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — محبوب کو ان آنکھوں سے باخیریت دیکھ لوں

شمع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پروانے کو سہارا دے کر دار ارقم لایا گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عاشقِ زار کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر تھام لیا۔

فاکب علیہ فقبلہ واکب علیہ المسلمون ورق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقۃ شدیدۃ [1]

اور اپنے عاشق زار پر جھک کر اس کے بوسے لینا شروع کر دیئے۔ تمام مسلمان بھی آپ کی طرف لپکے۔ آپ کو زخمی حالت میں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عجیب رقت طاری ہو گئی۔

آپ نے عرض کیا کہ میری والدہ حاضر خدمت ہیں ان کے لیئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انھیں دولت ایمان سے نوازے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور وہ دہیں دولتِ ایمان سے شرف یاب ہو گئیں۔

صحابہ کرام کس طرح چہرہ نبوت کے دیدارِ فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کیا کرتے تھے اور ان کے نزدیک پسند و دلبستگی کا کیا معیار تھا۔ اس کا اندازہ اس روایت سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

صدیق اکبرؓ کی شانِ محبت و رفاقت

ایک مرتبہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔ خوشبو۔ نیک خاتون اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں۔

النظر الی وجہ رسول اللہ وانفاق مالی علی رسول اللہ وان یکون ابنتی تحت رسول اللہ [2]

آپؐ کے چہرہ اقدس کو تکتے رہنا، اللہ کا عطا کردہ مال آپؐ کے قدموں پر نچھاور کرنا۔ اور میری بیٹی کا آپ کے عقد میں آنا۔

جب انسان خلوص نیت سے اپنے رب کریم سے نیک خواہش کا اظہار کرتا ہے تو وہ ذات شان کریمانہ کے مطابق ضرور نوازتی ہے۔ اس اصول کے تحت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ نے تینوں خواہشیں پوری فرما دی۔

---

[1] تاریخ الخمیس ۔ ۱ ۔ ۲۹۴

[2] منبہات ابن حجر ۲۰،۲۱

آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں قبول فرمایا۔ سفر و حضر میں آپ کو رفاقتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب رہی۔ یہاں تک کہ غارِ ثور کی تنہائی میں آپ کے سوا کوئی اور زیارت سے مشرف ہونے والا نہ تھا۔ اور مزار میں بھی اوصلوا الحبیب الی الحبیب کے ذریعے اپنی رفاقت عطا فرمادی۔ اسی طرح مالی قربانی اس طرح فراوانی کے ساتھ نصیب ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مانفعنی مال احد قط مانفعنی مال ابی بکر [۱]	مجھے جس قدر نفع ابوبکرؓ کے مال نے دیا ہے اتنا کسی اور کے مال نے نہیں دیا۔

دوسرے مقام پر مال کے ساتھ ساتھ صحبت کا ذکر بھی فرمایا۔

ان من امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ ابوبکر [۲]	سب سے زیادہ میری رفاقت اختیار کرنے والے اور مجھ پر مال خرچ کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔

آپ کی زیارت بھوکوں کی سیرابی کا ذریعہ تھی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت گھر سے باہر تشریف لائے کہ

لایخرج فیہا ولا یلقاہ احد	پہلے کبھی بھی اس وقت باہر تشریف نہ لاتے تھے اور نہ ہی یہ ملاقات کا وقت تھا۔

اچانک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آگئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

ماجاء بک یا ابا بکر [۳]	اے ابوبکر ایسے وقت میں تم کیسے آئے؟

آپ نے عرض کیا۔

خرجت القی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	دل میں خواہش ہوئی کہ اپنے آقا سے ملاقات کروں اور چہرہ انور کی زیارت سے اپنی طبیعت

---

[۱] تاریخ الخلفاء، ۳۰

[۲] البخاری ۱ : ۵۱۶

[۳] شمائل ترمذی، ۳۱

وانظر فی وجهه والتسلیم علیه — کو سیراب کرکے سلام عرض کروں۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ فاروق اعظمؓ بھی آ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ماجاوبک یاعمر — اے عمر! تمہیں کون سی ضرورت اس وقت یہاں لائی ہے؟

انہوں نے عرض کیا۔

الجوع یارسول اللہ — یارسول اللہ بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا قد وجدت بعض ذلک [1] — مجھے (بھی) کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں غلاموں کے ساتھ اپنے ایک صحابی ابوالہیثم بن التیہان الانصاریؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ابوالہیثم کھجوروں کے باغات کے مالک تھے۔ وہ وہاں موجود نہ تھے۔ ان کی اہلیہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے لیے پانی لانے گئے ہوئے ہیں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ابوالہیثمؓ آ گئے جب انہوں نے دیکھا کہ آج میرے گھر میں محبوب خدا اپنے غلاموں سمیت تشریف لائے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

حدیث کے الفاظ میں ان کی کیفیت یوں بیان ہوئی ہے۔

یلتزم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفدیہ بابیہ وامہ [2] — آپ کے قدموں کے ساتھ لپٹ گئے اور بار بار کہتے آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

فخر المحدثین امام عبدالرؤف المناویؒ یلتزم النبی کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یعانقه ویلصق صدرہ ویتبرک به [3] — اس انصاری صحابیؓ نے آپ سے معانقہ کیا اپنے سینہ کو آپ کے جسم اطہر کے ساتھ لگایا اور برکتیں حاصل کیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ اس انصاری صحابی نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بطور مہمان پایا تو اس نے اللہ کا شکر

---

[1] شمائل ترمذی، ۳۱

[2] ایضاً

[3] شرح شمائل، ۲: ۱۹۱

ادا کرتے ہوئے کہا۔

الحمد للہ ما احد اکرم اضیافا منی[1]

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے آج میرے معزز مہمان سے بڑھ کر روئے کائنات میں کوئی کسی کا مہمان نہیں۔

ذی احتشام مہمانوں کو اس کے بعد اپنے باغ میں لے گئے اور

فبسط لھم بساطا

ان کے بیٹھنے کے لیے چادر بچھا دی

اجازت لے کر کھجوروں کے خوشے توڑ کر آپ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ملاحظہ فرمایا کہ وہ پورے کا پورا خوشہ توڑ کر لے آئے ہیں تو فرمایا۔

افلا تنقیت لنا من رطبہ

فقط پکی ہوئی کھجوریں ہی کیوں نہ لاتے ؟

عرض کیا۔

انی اردت ان تختاروا او تخیروا من رطبہ وبسرہ۔[2]

میری خواہش تھی میرے آقا ان میں سے خود پسند فرمائیں۔

اس واقعہ میں بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے نکلنے میں فقط یہ خواہش کارفرما تھی کہ محبوبِ کائنات سے ملاقات کروں۔ رُخِ انور دیکھوں اور سلام عرض کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے وقت میں باہر تشریف لانے کی وجہ شارحینِ حدیث نے یہ بیان کی ہے کہ آپ نے نورِ نبوت سے ابوبکرؓ کے شوقِ ملاقات کو ملاحظہ فرمایا تھا۔

امام عبدالرؤف المناویؒ شرح شمائل میں لکھتے ہیں۔

وکان المصطفیٰ ادرک بنور النبوۃ ان الصدیق یرید لقاءہ فی تلک الساعۃ وخرج لہ ابوبکر لما ظھر علیہ من نور الولایۃ ان المصطفیٰ لا یحتجب منہ فی

اس گھڑی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام کے شوقِ ملاقات کو نورِ نبوت سے ملاحظہ فرما لیا تھا اس لیے خلافِ معمول باہر تشریف لائے، اور ابوبکر صدیقؓ کو نورِ ولایت کی بنا پر یقین ہو گیا تھا کہ محبوبِ کریم اس موقعہ پر زیارت سے

---

[1] المسلم ، ۲ : ۱۷۷

[2] شمائل ترمذی ، ۳۱۰

تلک الساعۃ ؎ محروم نہیں فرمائیں گے۔

اسی بات کو سید امیر شاہ قادری گیلانی نقل کرتے ہیں۔

ظن آنست پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنورِ نبوت دانست کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ طالب ملاقات او است پس بر آمد درآں وقت بخلاف عادت	حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نورِ نبوت سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے کو معلوم کر لیا تھا اسی لیے خلافِ معمول باہر تشریف لے آئے۔
و ابوبکر ظاہر گشت بنور ولایت کہ آنحضرت دریں وقت بر آمدہ است برائے او تا مطلوبش محصل گردد۔ ؎	ادھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نورِ ولایت کے ذریعے معلوم کر لیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے باہر تشریف لائیں گے۔

مولانا محمد ذکریا سہارنپوری شرح شمائل میں لکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق کا اس وقت خلافِ معمول آنا "دل را بدل راہ است" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حاجت کا پرتَو پڑا اور قبل اس کے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود باہر تشریف لے آئے۔

بعض علمائے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آنا بھی بھوک کے تقاضے کی وجہ سے تھا۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھ کر اس کا خیال بھی جاتا رہا اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر اس کا ذکر نہیں کیا۔

بعض علماء کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری بھوک ہی کی وجہ سے تھی۔ مگر اس کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ازرہِ شفقت گراں نہ گزرے، کیونکہ دوست کی تکلیف اپنی تکلیف پر غالب ہو جایا کرتی ہے۔ ؎

؎ شرح شمائل، ۲۔ ۱۸۹

؎ انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ، ۵۳۵

؎ خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی، ۳۸۵، ۳۸۶

شیخ احمد عبد الجواد الدومی سیدنا صدیق اکبرؓ کے جواب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وکانت اجابة ابی بکر رضی اللہ عنہ دلیلا علی عمق تلطفه ورقة حاشیته مع حبیبه ومصطفاه ؎۱

ابوبکر صدیقؓ کا جواب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت ہی محبت اور گہرے ربط و تعلق پر دلالت کر رہا ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بیشک سیدنا صدیق اکبرؓ بھوک کی شدت کی وجہ سے ہی بارگہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ مگر آپ کے نزدیک اس بھوک کا علاج کھانا نہیں، دیدار محبوب تھا۔ سو جس علاج کی غرض سے حاضر ہوتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر وہی عرض کر دیا۔

شمائل ترمذی کے محشی نے کیا ہی خوب لکھا ہے۔

لعل عمر جاء یتسلی بالنظر فی وجه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کما کان یفنع اهل مصر فی زمن یوسف علیه السلام ولعل هذا المعنی کان مقصود ابی بکر وقد ادی بالطف وجه کانه خرج رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لما ظهر علیه بنور الولایة انه صلی اللہ علیه وسلم خرج لنا فی هذا الوقت لانجاح مطلوبه ؎۲

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اس لیے آئے تھے کہ وہ آپ کی زیارت سے اپنی بھوک کو دور کر سکیں۔ جس طرح اہل مصر حسن یوسف سے اپنی بھوک کو دور کر لیتے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل میں بھی راز یہی تھا مگر انہوں نے اپنا مدعا نہایت ہی لطیف انداز میں پیش کیا اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ابوبکر پر نور ولایت کی وجہ سے واضح ہو چکا تھا کہ اس وقت آپ کا دیدار ضرور نصیب ہوگا

اہلِ مصر کی قحط سالی نظارۂ حسنِ یوسفؑ سے مداوا۔

محشی نے اہلِ مصر اور زمانہ یوسف کا ذکر کر کے جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑ گیا۔ آپ نے شاہی خزانے کی گندم بھوکوں اور قحط زدہ لوگوں میں تقسیم فرمانا شروع کر

؎۱ الاتحافات الربانیہ شرح الشمائل المحمدیہ، ۱۸۸

؎۲ حاشیہ شمائل ترمذی، ۳۱

دی، ابھی آئندہ فصل کو تین مہینے باقی تھے کہ خزانے کی گندم بھی ختم ہوگئی۔ اب حضرت یوسف علیہ السلام سوچنے لگے کہ یہ تین مہینے کیسے گزریں گے؟ اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے رخ سے نقاب اٹھا دیجیے، اپنے چہرہ انور کے دیدار سے بھوکوں کو مشرف کیجیے جو بھوکا بھی چہرہ انور کا دیدار کرے گا سیر ہوتا جائے گا۔ گویا بھوکے پیاسے لوگ دیدار کی سیرابی سے اپنی بھوک کے احساس سے بے نیاز ہو جائیں گے اور کیوں نہ ہوتے ہوں گے۔ جب قرآن یہ بتا رہا ہے کہ زنانِ مصر نظارۂ حسنِ یوسف کے غلبے میں اپنے ہاتھوں کے کٹ جانے کے احساس سے بے نیاز ہو گئیں۔ جسمانی اعضاء کا کٹ جانا صاف ظاہر ہے کہ بھوک کے احساس سے کہیں زیادہ شدید تکلیف کا باعث تھا۔ اگر دیدارِ حسنِ یوسف ان کی توجہ اس تکلیف کی شدت سے ہٹا سکتا ہے تو بھوک کے احساس سے بے نیاز کیوں نہیں کر سکتا۔

ایمان افروز قول

اس مقام پر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اس قول کا بھی ذکر ضروری ہے جس میں آپ نے زیارتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت کو پیاس کے موقعہ پر ٹھنڈے پانی کی محبت پر فوقیت دی۔

شفا شریف میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا۔

کیف کان حبکم لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [1]	صحابہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی؟

آپ نے فرمایا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احب الینا من اموالنا واولادنا وآبائنا وامھاتنا واحب الینا من الماء البارد علی الظماء۔ [2]	رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں اپنے اموال اولاد۔ آباء و اجداد اور امہات سے بھی زیادہ محبوب تھے، کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اپنے آقا اس سے بھی بڑھ کر محبوب تھے۔

---

[1] الشفاء، ۲ : ۵۶۸

[2] ایضاً

یعنی مشتاقانِ جمالِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اور دل زیارت چہرہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح سیراب ہوجاتے تھے ٹھنڈا پانی بھی کسی پیاسے کو اس طرح سیراب نہیں کرسکتا۔

آپ کی زیارت سے بھوک ہی نہیں بلکہ تمام غم بھول جاتے

حُسن یوسفی کا کمال فقط بھوکوں کی سیرابی تھا لیکن حُسن مصطفوی ﷺ بھوک ہی نہیں بلکہ زندگی کے تمام غموں کا مداوا ہے۔

امام بیہقی اور ابن اسحٰق نے نقل کیا ہے۔

ان امرأۃ من الانصار قد قتل ابوھا واخوھا وزوجھا شھداء یوم احد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]	ایک انصاری خاتون کا باپ، بھائی اور خاوند رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوئے تمام کے تمام وہیں شہید ہوگئے۔

جب اس خاتون سے کوئی صحابی ملتا تو وہ اطلاع دیتا کہ تیرا باپ وہاں شہید ہوگیا ہے کوئی بتلاتا کہ تیرا بھائی شہید ہوگیا اور کوئی اس کے خاوند کی شہادت کا تذکرہ کرتا وہ عظیم خاتون سن کر کہتی کہ یہ بات نہ کرو بلکہ یہ بتلاؤ

ما فعل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کیسے ہیں شاہ اُمم؟

صحابہ رضوان اللہ علیہم کہتے ہیں۔

خیر ھو بحمد اللہ کما تحبین	الحمد للہ آپ اسی طرح خریت سے ہیں جس طرح تو پسند کرتی ہے۔

آپ کی خریت سن کر کہنے لگی۔

اردینہ حتی انظر الیہ [2]	دے چلو مجھے دکھاؤ تاکہ میں آپ کی زیارت کر سکوں۔

جب اُس خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھا تو پکار اُٹھی۔

یارسول اللہ۔ کل مصیبۃ بعدک جلل۔ [3]	آپ کے ہوتے ہوئے آقا ہر غم و پریشانی ہیچ ہے۔

۱، ۲، ۳ سیدنا محمد رسول اللہ، ۲۰۶ بحوالہ بیہقی و ابن اسحاق

صاحب اللباب اور ابن ابی الدنیا نے اسی واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لما قیل یو م احد تتل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکثرت الصوارخ بالمدینۃ خرجت امرأۃ من الانصار فاستقبلت باخیھا وابنھا وزوجھا وابیھا قتلی لاندری بایھم استقبلت فکلما مرت بواحد منھم صریعا قالت من ھذا قالوا اخوک وابوک وزوجک وابنک قالت فما فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون امامک حتی ذھبت الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاخذت بناحیۃ ثوبہ ثم جعلت تقول بابی انت وامی یارسول اللہ لاابالی اذسلمت من عطب[1]

جب غزوہ احد کے موقعہ پر یہ مشہور کر دیا گیا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اس خبر کی وجہ سے شہر مدینہ میں ایک اضطراب برپا ہو گیا اس پریشانی کے عالم میں ایک انصاری خاتون اپنے آقا کی خبر کے لیے راستہ میں جا کھڑی ہوئی صحابہ واپسی پر شہدار احد کو بھی ساتھ لائے جب اس کے پاس سے کسی شہید کو لے کر گزرتے تو وہ پوچھتی یہ کون ہے؟ جواب ملتا یہ تیرا بیٹا ہے کبھی جواب ملتا یہ تیرا باپ ہے تیرا خاوند ہے اور تیرا بھائی ہے وہ ہر ایک کا جواب سن کر کہتی کہ میں ان کے لیے یہاں کھڑی نہیں بلکہ مجھے یہ بتاؤ کہ میرے آقا کا کیا حال ہے؟ صحابہ نے کہا آپ باخیریت ہیں اور آگے تشریف لے گئے ہیں اس نے کہا مجھے آپ کے پاس لے چلو جب آپ کے پاس پہنچی تو آپ کے مقدس دامن کو پکڑ کر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ جب آپ محفوظ ہیں تو مجھے ان تمام کے شہید ہونے پر کوئی غم نہیں۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

آپ کی زیارت آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ تھی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا۔

---

[1] المواہب اللدنیہ، ۲ : ۹۳

یارسول اللہ انی اذا رأیتک طابت نفسی وقرت عینی فانبئنی عن کل شئ؟ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل شئ خلق من ماء [1]

اے اللہ کے رسول جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں (تو تمام غم بھول جاتے ہیں) دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں مجھے اشیاء کائنات کی تخلیق کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا ہر شے کی تخلیق پانی سے ہوئی ہے۔

الشیخ عبداللہ سراج الدین شامی ان روایات کے پیش نظر لکھتے ہیں۔

شغفھم بہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعشقھم ایاہ فلا صبرلھم اذالم یشھدوا محیاہ فاذا شاھدوا رسول اللہ قرت اعینھم وطابت نفوسھم وانشرحت صدورھم [2]

صحابہؓ کو آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ اتنا گہرا لگاؤ اور محبت و عشق تھا کہ بن دیکھے چین نہیں آتا تھا اور جب ایک مرتبہ دیکھ لیتے تو آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، دل باغ باغ ہو جاتے اور سینوں کو انقباض کی کیفیت سے نجات مل جاتی۔

لذتِ دیدار کی وجہ سے آنکھیں نہ جھپکنا

امام طبرانیؒ نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک صحابی کے بارے یہ روایت نقل کی ہے جسے پڑھ کر انسان جھوم اٹھتا ہے۔

کان رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینظر الیہ لا یطرف

وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پرانوار چہرہ اقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا کہ نہ تو آنکھ جھپکتا تھا اور نہ ہی کسی طرف پھیرتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔

ما بالك

(میرے غلام) اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے؟

اس نے دست بستہ عرض کیا

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۲۰۷، ۲۰۸ بحوالہ مسند احمد
[2] سیدنا محمد رسول اللہ، ۲۰۶

بابی انت وامی اتمتع بك بالنظر الیك [1]
یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کے خوبصورت چہرہ اقدس کی زیارت سے لطف اندوز اور لذت حاصل کر رہا ہوں۔

اس روایت میں ینظر الیہ لا یطرف (اس طرح دیکھ رہا تھا کہ آنکھ بھی نہ جھپکتا) اور انی اتمتع بكِ بالنظر (میں آپ کی زیارت سے لذت حاصل کر رہا ہوں) کے دونوں جملے بار بار پڑھیے اور ان خوش بخت عشاق پر رشک کیجیے جن کی ہر ہر ادا نے انسانیت کو محبت و عشق کا پیغام دیا۔

دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس نبوی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ من المہاجرین والانصار وھم جلوس فیھم ابوبکر و عمر فلا یرفع احد منھم الیہ بصرہ الا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فانھما کانا ینظران الیہ وینظر الیھما ویتبسمان الیہ ویتبسم الیھما [2]

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مہاجر اور انصار صحابہ میں تشریف فرما ہوتے تو کوئی آدمی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ ہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھتے رہتے اور وہ دونوں آپ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپ ان دونوں کو دیکھ کر تبسم فرماتے۔

مولانا بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں۔

خلاصہ محبت میں تکلف کی حدود اٹھ جاتی ہیں مگر ادب کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پاتا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ جب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نشاطِ خاطر کا احساس کر لیتے تو شوقِ نظارہ کے لیے سب سے پہلے ان ہی

---

[1] ترجمان السنۃ ۱ : ۳۶۵ بحوالہ طبرانی و ابن مردویہ

[2] الترمذی

کی نظریں بے تاب ہوتیں اور جب ذرا اطوار بدلے ہوئے دیکھتے تو سب سے پہلے آثارِ خوف بھی ان ہی پر ظاہر ہوتے۔ [1]

روزانہ زیارت نہ کروں تو مر جاؤں

امام شعبیؒ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

واللہ یا رسول اللہ لانت احب الی من نفسی ومالی وولدی واھلی ولولا انی اتیك فأراك لرأیت ان اموت [2]

خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں۔ اگر میں آکر آپ کی (روزانہ) زیارت نہ کر پاؤں تو میری موت واقع ہو جائے۔

یہ عرض کرنے کے بعد وہ انصاری صحابی زار و قطار رو پڑے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ پوچھی تو یوں گویا ہوئے۔

بکیت ان ذکرت انك ستموت وتموت فترفع مع النبیین ونکون نحن ان دخلنا الجنة دونك فلم یحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیه فانزل اللہ الآیة ومن یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیهم [3]

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایک دن آپ دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور ہم پر بھی موت آجائے گی۔ جنت میں آپ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے اور ہم اگر جنت میں گئے بھی تو آپ کے درجہ سے کہیں دور ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی جواب نہ دیا تو اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم

---

[1] ترجمان السنة [redacted] ۱

[2] المواہب اللدنیہ، ۲ : ۹۴

[3] " " " "

نمازِ صحابہ اور حسنِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام دورانِ نماز بھی دیدارِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشتاق رہتے تھے ان کے اس اشتیاق کے چند مظاہر پیش کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ صحابہ کا نماز میں محویت و استغراق کا عالم مختصر بیان کر دیا جائے۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ نماز میں صحابہ کا انہماک، حضوری، رقت و سوز اپنے کمال و عروج پر ہوتا تھا۔ حالتِ نماز میں وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے مولا کی یاد میں اس طرح محو و مستغرق ہو جاتے کہ انہیں سوائے رب العزت کے اور کچھ یاد نہ رہتا۔ اگر ان کا چہرہ کعبہ کی طرف ہوتا تو دل ربِ کعبہ کی طرف ان کی جبین درِ مولیٰ پر جھکی رہتی تو دل حسنِ مطلق پر نچھاور ہو رہا ہوتا۔ آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ مصلیٰ تر ہو جاتا۔ ساری ساری رات اسی کیفیت میں بسر ہو جاتی۔ اس انہماک پر آگاہی کے لیے یہ واقعات کافی ہیں

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے منقول ہے۔

کان ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لایلتفت فی صلاتہ [1]	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالتِ نماز میں اپنی تمام توجہ نماز میں مرکوز رکھتے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسمِ اطہر میں ایک ایسا تیر لگا جس کا نکالنا مشکل ہو گیا صحابہ نے باہم طے کیا کہ آپ نماز میں کھڑے ہوں گے تو اس وقت یہ نکال لیا جائے۔ لہٰذا جب آپ بارگاہِ ایزدی میں کھڑے ہوئے تو صحابہ نے وہ تیر نکال لیا اور آپ کو محسوس تک بھی نہ ہوا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو خون دیکھا اور پوچھا یہ کیسا خون ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کا تیر نکال لیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز میں کھڑے ہونے کی کیفیت اس طرح منقول ہے۔

انہ کان یقوم فی الصلوٰۃ کانہ عود [2]	نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے جیسے زمین میں لکڑی گاڑ دی گئی ہے۔

حضرت واسع بن حبانؓ کہتے ہیں۔

---

[1] حیات الصحابہ، ۳: ۱۳۶

[2] منتخب الکنز، ۴: ۳۶۰

كان ابن عمر يحب ان يستقبل كل شئ من القبلة اذا صلى حتى كان يستقبل بابهامه القبلة [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز ادا کرتے تو وہ (باہتمام) اپنے تمام اعضاء کو قبلہ کی طرف متوجہ کر لیتے۔

حضرت طاؤس اسی بات کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

ما رأيته مصليا كهيئة عبد الله بن عمر اشد استقبالا للكعبة بوجهه و كفيه و قدميه [2]

میں نے تمام اعضاء کو نماز میں قبلہ رخ متوجہ رکھتے ہوئے عبداللہ بن عمر سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا آپ اپنے چہرے، ہاتھ اور دونوں قدموں کو قبلہ رخ رکھنے میں بڑے سخت تھے۔

حضرت اعمش عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالتِ نماز ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

كان عبد الله اذا صلى كانه ثوب ملقى [3]

آپ اتنی تواضع سے نماز ادا کرتے جیسے گرا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔

حضرت ابنِ زبیرؓ نماز ادا کر رہے تھے ان کا بیٹا ہاشم پاس سو رہا تھا۔ چھت سے سانپ گر کر بچے کے جسم پر لپٹ گیا اس پر بچہ چلایا گھر والے سب دوڑے ہوئے آئے۔ شور برپا ہو گیا۔ ابنِ زبیرؓ اسی اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے سلام پھیر کر فرمانے لگے کچھ شور کی سی آواز تھی؟ کیا ہوا تھا؟ بیوی نے کہا بچے کی جان جانے لگی تھی آپ کو علم ہی نہیں۔ فرمانے لگے اگر نماز میں دوسری طرف توجہ کرتا تو نماز کہاں باقی رہتی۔

ان تمام واقعات سے صحابہ کا نماز میں حد درجہ استغراق وانہماک ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن دنیائے آب و گل میں ایک نظارہ صحابہ کے لیے ایسا بھی تھا کہ جس کی لذت وحلاوت میں وہ نماز جیسی چیز کو بھول جاتے تھے

نماز اور آپ کی زیارت کا حسین منظر

رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرضِ وصال میں جب تین دن تک مسلسل باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ دیدار سے مشرف ہوا کرتی تھیں ترس کر رہ گئیں اور سراپا انتظار تھیں کہ کب ہمیں اپنے مقصود

---

[1] طبقات ابن سعد، ۴: ۱۵۷

[2] الحلیہ، ۱: ۳۰۴

[3] حیات الصحابہ، ۳: ۱۳۷

مطلوب کا دیدار نصیب ہوتا ہے بالآخر وہ مبارک و مسعود لمحہ ایک دن حالتِ نماز میں نصیب ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایامِ وصال میں جب کہ نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھے۔ سوموار کے روز جب تمام صحابہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں بارگاہِ ایزدی میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔

روایت کے الفاظ ہیں۔

نکشف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر الحجرۃ ینظر الینا وھو قائم کان وجھہ ورقۃ مصحف ثم تبسم [۱]	آپ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرمایا (ہم نے دیکھا) کہ آپ مسکرا رہے تھے اور آپ کا چہرۂ انور قرآن کے ورق کی طرح پر نور تھا۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار فرحت آثار کے بعد اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فھممنا ان نفتتن من الفرح برؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف وظن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خارج الی الصلوٰۃ [۲]	آپ کے دیدار کی خوشی میں ہم نے ارادہ کر لیا کہ نماز کو بھول کر آپ کے دیدار ہی میں محو ہو جائیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خیال کرتے ہوئے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کرانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔

ان پرکیف لمحات کی منظر کشی ان الفاظ میں بھی کی گئی ہے۔

فلما وضح لنا وجہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نظرنا منظرا قط اعجب الینا من وجہ النبی صلی	جب پردہ ہٹا اور آپ کا چہرہ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔

---

۱ البخاری، ۱: ۹۳

۲ " " "

اللہ علیہ وسلم حین وضع لنا [1]

مسلم شریف میں فھممنا ان نفتتن کی جگہ یہ الفاظ منقول ہیں۔

فبھتنا ونحن فی الصلوٰۃ من فرح بخروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم [2]	آپ کے دیدار کی خوشی میں ہم مبہوت ہو کر رہ گئے یعنی نماز کی طرف توجہ نہ رہی۔

اقبال نے حالتِ نماز میں صحابہ کے دیدارِ محبوب سے محظوظ ہونے کے منظر کو کیا خوب قلمبند کیا ہے۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

شارحین حدیث نے فھممنا ان نفتتن من الفرح برویۃ النبی کا معنی اپنے اپنے ذوق کے مطابق کیا ہے۔

۱۔ امام قسطلانی ارشاد الساری میں لکھتے ہیں۔

فھممنا ای تصدنا ان نفتتن بان نخرج من الصلوٰۃ [3]	ہم نے ارادہ کر لیا کہ (دیدار کی خاطر) نماز چھوڑ دیں۔

۲۔ لامع الدّاری میں ہے۔

وکانو امترصدین الی حجرتہ فلما احسوا برفع الستر التفتوا الیہ بوجوھھم [4]	تمام صحابہ کی توجہ حجرہ کی طرف مرکوز تھی جب انہوں نے پردے کا ہٹنا محسوس کیا تو تمام نے اپنے چہرے حجرہ انور کی طرف کر لیے۔

۳۔ مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا وحید الزماں ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فھممنا ان نفتتن من الفرح برؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم [5]	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے

---

[1] البخاری، ۱ : ۹۴

[2] المسلم، ۱ : ۱۷۹

[3] ارشاد الساری، ۲ : ۴۴

[4] لامع الدراری علی الجامع البخاری، ۳ : ۱۵۰

[5] ترجمۃ البخاری، ۱ : ۳۴۹

ہی کو تھے کہ آپ نے پردہ نیچے ڈال دیا۔

امام ترمذیؒ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

فکاد الناس ان یضطربوا فاشار الناس ان اثبتوا [۱]	قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔

شیخ ابراہیم بیجوریؒ صحابہ کے اضطراب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فقرب الناس ان یتحرکوا من کمال فرحہم بشفاءہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ارادوا ان یقطعوا الصلوٰۃ لاعتقادھم خروجہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بہم وارادوا ان یخلوا لہ الطریق الی المحراب وھاج بعضہم فی بعض من شدۃ الفرح [۲]	قریب تھا کہ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفایاب ہونے کی خوشی میں متحرک ہو جاتے۔ حتیٰ کہ انہوں نے نماز توڑنے کا ارادہ کر لیا اور سمجھے کہ شاید ہمارے آقا نماز پڑھانے باہر تشریف لا رہے ہیں لہٰذا ہم محراب تک کا راستہ خالی کر دیں چنانچہ بعض صحابہ خوشی کی وجہ سے کود پڑے۔

امام بخاری نے باب الالتفات فی الصلوٰۃ کے تحت صحابہؓ کی یہ والہانہ کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

وھم المسلمون ان یفتتنوا فی صلوتھم فاشار الیہم اتموا صلاتہم [۳]	مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کر لیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا۔

برِ صغیر کے عظیم اور مسلم محدث مولانا احمد علی سہارنپوری نے اس روایت کا ترجمہ اور فوائد ان الفاظ میں ذکر کئے ہیں۔

---

[۱] شمائل ترمذی

[۲] المواہب اللدنیہ علی شمائل المحمدیہ: ۱۹۴

[۳] البخاری، ۱، ۱۰۴

ای قصد المسلمون ان یفتتنوا فی الفتنة فی صلاتهم وذهابها فرحاً بصحة رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسروراً فیہ دلیل علی انہم التفتوا الیہ حین کشف الستر لانہ قال فاشار الیہم ولولا التفاتہم الیہ مارأوا اشارتہ [1]

مسلمانوں نے آپ کی صحت کی خوشی اور سرور میں اپنی نمازیں چھوڑنے کا ارادہ کرلیا۔ یہ روایت واضح کررہی ہے کہ پردے کے ہٹتے ہی صحابہ نے اپنی توجہ کاشانۂ نبوی کی طرف کردی تھی کیونکہ اگر صحابہ اس طرف متوجہ نہ ہوتے تو آپ کے اشارے کو نہ دیکھ سکتے حالانکہ انہوں نے آپ کے اشارہ کو دیکھ کر اپنی نماز پوری کی۔

اب دنیا قابلِ دید نہیں رہی

حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی وہ اپنے کھیتوں میں کام کررہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ارتحال کی خبر سن کر انہوں نے رب العزت کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کی

اللہم اذھب بصری حتی لااری بعد حبیبی محمداً احداً فکف بصرہ [2]

اے میرے رب میری آنکھوں کی بینائی ختم کردے تاکہ میں اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔

صاحبِ قاموس کا دلچسپ استنباط

صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ اس روایت سے زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرنے کو یہ کہہ کر رد کردینا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے غلط ہے یہ فقط خواب کا واقعہ ہی نہیں بلکہ یہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ہے۔

بل علی فعل بلال وھو صحابی لاسیما

سیدنا بلالؓ صحابی رسول ہیں ان کا یہ عمل خصوصاً

---

[1] لہ

[2] لہ

فی خلافة عمر رضی اللہ عنہ والصحابۃ متوافرون لا تخفی عنہم ہذہ القصۃ فسفر بلال فی زمن صدر الصحابۃ لم یکن الا للزیارۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]

خلافتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کثیر صحابہ کی موجودگی میں یہ واقعہ رونما ہوا اور ان پر یہ بات مخفی بھی نہ تھی (لہٰذا یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی) کہ سیدنا بلال ؓ نے دورِ صحابہ ؓ میں روضہ رسول کی حاضری دی اور آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے لیے سفر کیا۔

استنِ حنانہ کا شوقِ دیدار

ابتدائی دور میں حضور علیہ السلام مسجدِ نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی دیر کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ صحابہ کرام پر یہ بات شاق گزری انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک منبر بنوا لیا جائے جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ ارشاد فرمایا کریں بعض روایات کے مطابق یہ درخواست گزار ایک خاتون تھی جس نے کہا کہ میرا بیٹا بڑھئی ہے لکڑی کا کاروبار کرتا ہے اگر اجازت ہو تو میں منبر بنوا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو منظور کر کے اجازت مرحمت فرما دی۔ منبر بن کر مسجد نبوی میں آ گیا اور جب اگلے جمعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع فرمایا تو اس تنے نے محسوس کیا کہ آج محبوب نے مجھے چھوڑ کر منبر کو زینت بخشی ہے چنانچہ وہ زار و قطار رونے لگا۔ مجلس میں حاضر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کے رونے کی آواز کو سنا جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دستِ شفقت رکھا۔ جس پر وہ بچوں کی طرح سسکیاں لیتا ہوا خاموش ہو گیا۔

اس مجلس کی کیفیات مختلف صحابہ کرام سے منقول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الی جذع فلما اتخذ المنبر تحول الیہ فحن الجذع فاتاہ فمسح

رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے جب منبر تیار ہو گیا تو آپ اسے چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اس پر اس تنے

---

[1] الصلات والبشر فی الصلوٰۃ علی خیر البشر : ۱۵۶

يده عليه [1] | نے رونا شروع کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دستِ شفقت رکھا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

فصاحت النخلة صياح الصبی ثم نزل النبی صلی الله عليه وسلم فضمها اليه تأن انين الصبی الذی يسكن [2]

کھجور کے تنے نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر اس کے قریب کھڑے ہو گئے اور اسے بغل میں لے لیا اس پر وہ تنا بچوں کی طرح سسکیاں لیتا لیتا خاموش ہو گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس تنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فسمعنا لذلك الجذع صوتا كصوت العشار حتى جاء النبی صلی الله فوضع يده عليها فسكنت [3]

ہم نے اس تنے کے رونے کی آواز کو سنا وہ اس طرح رویا جس طرح کوئی اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اس پر اپنا دستِ شفقت رکھ دیا، اور وہ خاموش ہو گیا۔

مولائے روم نے اسی واقعہ کو اپنے پیار بھرے اشعار میں بیان کیا ہے قارئین کی دلچسپی کے لیے مع ترجمہ حاضر ہیں

استن حنانہ در ہجرِ رسول | نالہ میزد ہمچوں اربابِ عقول

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں کھجور کا ستون انسانوں کی طرح رو دیا۔

درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں | کزوے آگاہ گشت ہم پیر و جواں

وہ اس طرح رویا کہ تمام اہلِ مجلس اس پر مطلع ہو گئے

در تحیر ماند اصحابِ رسول | کز چہ مے نالد ستون با عرض و طول

تمام صحابہ حیران ہوئے کہ یہ ستون کس سبب سے سرتاپا محوِ گریہ ہے۔

---

[1] البخاری ۱ : ۵۰۶

[2] البخاری ۱ : ۵۰۶

[3] البخاری ۱ : ۵۰۷

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون　　　　گفت جانم از فراقت گشت خوں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ستون تو کیا چاہتا ہے اس نے عرض کیا میری جان آپ کے فراق میں خون ہو گئی ہے۔

از فراق تو مرا چوں جان سوخت　　　　چوں نالم بے تو اے جانِ جہاں

اے جانِ جہاں آپ کے فراق میں تو میری جان نکل گئی ہیں آپ کے فراق میں کیوں نہ روؤں۔

مسندت من بودم از من تاختی　　　　برسرِ منبر تو مسند ساختی

پہلے میں آپ کی مسند تھا اب آپ نے مجھ سے کنارہ کش ہو کر منبر کو مسند بنا لیا۔

پس رسولش گفت اے نیکو درخت　　　　اے شدہ باسر تو ہمراز بخت

گر ہمے خواہی ترا نخلے کنند　　　　مشرقی و غربی ز تو میوہ چنند

آپ نے فرمایا اے وہ درخت جس کے باطن میں خوش بختی ہے اگر تو چاہے تو تجھ کو ہری بھری کھجور بنا دیں حتی کہ مشرق و مغرب کے لوگ تیرا پھل کھائیں۔

یا دراں عالم حقت سروے کند　　　　تا تروتازہ بمانی تا ابد

یا اللہ تعالیٰ تجھے اگلے جہاں بہشت کا سرو بنا دے اور تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تروتازہ رہے

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش　　　　بشنوائے غافل کم از چوبے مباش

اس نے عرض کیا میں وہ بننا چاہتا ہوں جو ہمیشہ رہے، اے غافل تو بھی بیدار ہو اور ایک خشک لکڑی سے پیچھے نہ رہ جا۔

یعنی جب ایک لکڑی دار البقاء کی طلب گار ہے تو انسان کو تو بطریق اولی اس کی خواہش اور آرزو کرنی چاہیئے۔

آں ستون را دفن کرد اندر زمین　　　　کو چو مردم حشر گردد یوم دیں

اس ستون کو زمین میں دفن کر دیا گیا قیامت کے دن اسے انسانوں کی طرح اٹھایا جائے گا۔ [1]

---

[1] مثنوی مولائے روم مع شرح مفتاح العلوم، ۳: ۷۸۔ ۸۰

شوقِ زیارت میں جبرئیل امین کی بے قراری

سورۂ الضحیٰ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بعض اہم حکمتوں کی بناء پر کچھ عرصہ کے لیے سلسلۂ وحی منقطع رہا تو مخالفین نے یہ طعنہ دینا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے اسے چھوڑ دیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ الضحیٰ کو نازل فرمایا جب جبریل امین اس سورۂ مبارکہ کی صورت میں ربِّ کریم کا پیار بھرا پیغام لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یا جبریل ما جئت حتی اشتقت الیک — اے جبریل میرے محبوب کا پیغام لانے میں اتنی دیر کیوں لگ گئی دتو جانتا ہے) مجھے تیری آمد کا کتنا انتظار رہتا ہے۔

اس پر جبریل امین نے عرض کیا۔

انی کنت الیک اشد شوقاً ولکنی عبد مامور وما نتنزل الا بامر ربک (الخازن ۴، ۴۸۵) — یا رسول اللہ مجھے آپ کی زیارت و ملاقات کا شوق آپ سے بڑھ کر تھا مگر میں حکم کا بندہ ہوں اور آپ کے رب کے حکم کے بغیر ہم نازل نہیں ہو سکتے۔

یعنی مجھے تو آپ کی زیارت کا بے حد شوق تھا مگر یہ معاملہ آپ کے رب اور آپ کا ہے میں تو فقط اس کے حکم کا پابند ہوں۔

بے لقائے یار ان کو چین آ جاتا اگر — بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

ہجرِ محبوب میں رونے والے ہی رفاقت پائیں گے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

یا رسول اللہ انک لاحب الی من نفسی واحب الی من اھلی واحب الی من ولدی وانی لاکون فی البیت فاذکرک فما اصبر حتی اتیک فانظر الیک واذا ذکرت موتی وموتک عرفت انک اذا دخلت الجنۃ رفعت مع النبیین وان دخلت الجنۃ خشیت ان لا اراک فلم یرد — اے محبوبِ خدا میں آپ کی ذاتِ اقدس سے اپنی جان، اولاد اور اہل سے بڑھ کر محبت کرتا ہوں، میں گھر میں تھا کہ آپ کی یاد آ گئی جس نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں آپ کے دیدار کے لیے حاضر ہو جاؤں۔ آج مجھے اس بات کا غم کھائے جا رہا ہے کہ آپ کے وصال کے بعد زیارت سے مشرف نہ ہو سکوں گا آپ جنت میں انبیاء کے ساتھ ہوں گے اگر میں جنت میں گیا بھی تو آپ کے بلند

عليه النبي صلى الله عليه وسلم حتى نزلت عليه ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا [1]

درجات کی وجہ سے زیارت سے محروم رہوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً کچھ ارشاد نہ فرمایا اتنے میں جبرائیل آیتِ قرآنی لے کر حاضر ہوگئے کہ جن لوگوں نے اللہ ورسول سے دوستی و محبت کو استوار کرلیا ہے انہیں ہم قیامت کے دن انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کے زمرے میں کھڑا کریں گے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

جاء رجل من الانصار الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو محزون فقال له النبي صلى الله عليه وسلم يافلان مالى اراك محزونا فقال يا نبي الله شيئ فكرت فيه فقال ما هو؟ قال نحن نغدو عليك ونروح فننظر الى وجهك ونجالسك وغدا ترفع مع النبيين فلا نصل اليك فلم يرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم شيئا فاتاه جبرائيل هذه الاية [2]

ایک غمگین شخص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کیا وجہ تو بہت پریشان ہے۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ایک مسئلے میں غور و فکر کر رہا ہوں آپ نے فرمایا وہ کون سا مسئلہ ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ آج ہم صبح و شام جس وقت ہماری طبیعت اداس ہو جاتی ہے آپ کے دیدار سے اپنی پیاس بجھالیتے ہیں کل بعد از وصال جب آپ انبیاء کے ساتھ جنت میں ہوں گے ہم آپ کی زیارت سے محروم ہو جائیں گے اس پر جبرائیل امین آیتِ مذکورہ لے کر نازل ہوئے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے بارے روایت نقل کی ہے کہ وہ غلام تھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد فرما دیا ان کی کیفیت یہ تھی۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر، ۱: ۵۲۳
[2] تفسیر ابن کثیر، ۱: ۵۲۳

كان شديد الحب لرسول الله صلى الله عليه وسلم قليل الصبر عنه فاتاه ذات يوم وقد تغير لونه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما غير لونك ؟ فقال يارسول الله ما بي مرض ولا وجع غير اني اذا لم اراك استوحشت وحشة شديدة حتى القاك ثم ذكرت الآخرة فاخاف ان لا اراك بعدك ترفع مع النبيين واني ان دخلت الجنة فان ادنى منزلة من منزلتك وان لم ادخل الجنة لا اراك ابدا فالامر اهم واعظم فنزلت ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله [1]	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں بہت ہی محبت تھی اور ضبطِ محبت پر اتنے قادر بھی نہ تھے ایک دن آپ کی بارگاہِ اقدس میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ رنگ متغیر تھا آپ نے فرمایا کیا وجہ کہ تمہارا رنگ بدلا ہوا ہے ؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ نہ مجھے کوئی مرض ہے اور نہ کوئی کوئی تکلیف ، بلکہ آپ کو نہ دیکھنے کی وجہ سے مجھے شدید پریشانی لاحق ہو جاتی ہے یہاں تک کہ آپ کی زیارت نصیب ہو جائے ۔ پھر میں نے آخرت کے بارے میں سوچا ہے اور میں ڈر گیا ہوں کہ اس دن میں آپ کی زیارت سے محروم رہوں گا ۔ کیونکہ آپ انبیاء کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو کسی نچلے درجہ میں رہوں گا اور اگر جنت میں داخل نہ ہو سکا تو زیارت سے بالکل محروم ہو جاؤں گا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی

زبانِ محبوب سے رفاقت کی خوشخبری

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے ۔

خرج يوصيه ومعاذ راكب ورسول الله صلى الله عليه وسلم يمشي في ظل راحلته	تو آپ نے حضرت معاذ کو سوار ہونے کا حکم دیا خود ساتھ ساتھ پیدل چلے اور کچھ نصیحتیں فرمائیں ۔

جب نصیحتوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا ۔

يا معاذ انك عسى ان لا تلقاني بعد	اے معاذ شاید تیری اب میرے ساتھ ملاقات

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ ، ۴۰۷ بحوالہ امام بغوی

عامی هذا ولعلک ان تمر بسجدی هذا و قبری فبکی معاذ جشعًا لفراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دہو ہاں تجھے میری مسجد اور قبرِ انور کی زیارت ضرور ہوگی۔ یہ سن کر حضرت معاذ اس فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور پر زار و قطار رو پڑے۔

جب آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی رقت دیکھی تو تسلی دی۔

ثم التفت صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل بوجہہ نحو المدینۃ فقال ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا [1]

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف رخِ انور کر کے فرمایا۔ میرا قرب متقی لوگوں کو نصیب ہوگا خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں کے رہنے والے ہوں۔

اسلام لانے کے بعد صحابہؓ کی سب سے بڑی خوشی

اسلام لانے کے بعد صحابہ کو سب سے زیادہ خوشی اس بات پر تھی کہ حضور علیہ السلام نے ان کو خوشخبری دی تھی کہ انہیں قیامت میں میری ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ

متی الساعۃ ؟ — قیامت کب آئے گی ؟

آپ نے فرمایا

وما اعددت لہا ؟ — تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے ؟

اس نے عرض کیا۔

لا شیء الا انی احب اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم — میرے پاس کوئی عمل نہیں مگر اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے پیارے رسول سے محبت کرتا ہوں

آپ نے اس صحابی کی بات سن کر فرمایا۔

انت مع من احببت [2] — تجھے اپنے محبوب کی سنگت ضرور نصیب ہوگی۔

یعنی اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو قیامت تجھے میری معیت حاصل ہوگی۔

---

[1] مسند احمد [2] البخاری، ۲ : ۵۲۱

مولانا احمد علی سہارنپوری لفظِ معیت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

المراد بالمعیة ھنا معیة خاصة وھی ان یحصل فیھا الملاقاة بین المحب والمحبوب [۱]	یہاں معیت خاصہ مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ محب کو محبوب کی ملاقات کا شرف عطا کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ خوش خبری ہم نے سنی تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی

فما فرحنا بشیء فرحنا بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انت مع من احببت	(اسلام لانے کے بعد) آج تک کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے آج ہم آپ کا یہ فرمان سن کر ہوئے کہ محبت کرنے والے کو محبوب کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا

اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ وجد میں آ گئے اور کہنے لگے۔

انا احب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر وارجوان اکون بحبی ایاھم وان لم اعمل بمثل اعمالھم [۲]	اگرچہ میں ان پاکیزہ ہستیوں کی طرح عمل نہیں کرسکا مگر میں حضور علیہ السلام، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اور امید ہے کہ اسی محبت کی بنا پر ان کا ساتھ نصیب ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کے وصال کا وقت آتا تو وہ افسوس کرنے والوں کو کہتے کہ خوشی کرو ہماری ملاقات اپنے محبوب سے ہونے والی ہے، وہ بجائے آنسو بہانے کے مسکراتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پہنچ جاتے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے بارے مروی ہے۔

لما احتضر بلال رضی اللہ عنہ نادت امرأته واحزناه فقال لھا واطرباه غدا القی الاحبة محمدا وصحبه [۳]	جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ کی اہلیہ نے افسوس کا اظہار کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا آج ہی تو خوشی کا دن ہے کہ میں اپنے محبوب کریم اور آپ کے صحابہ کی ملاقات کا شرف پانے والا ہوں۔

---

[۱] حاشیۃ البخاری، ۲ : ۵۲۱ [۲] البخاری، ۲ : ۵۲۱

[۳] سیدنا محمد رسول اللہ ۳۱۰

اب تک جتنے واقعات کا تذکرہ آیا وہ تمام کے تمام آپ کی حیات ظاہری میں رو پذیر ہوئے اب ہم ان حسین یادوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو آپ کے وصال کے بعد پیش آئیں۔

جب کھجور کا تنا فراق محبوب میں تڑپتا ہے تو امت کا حق اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجر و فراق کے ان لمحات میں یہ کلمات عرض کیے۔

السلام علیك یا رسول اللہ بابی انت وامی لقد کنت تخطب علی جذع نخلة فلما کثر الناس اتخذت منبرا لتسمعهم فحن الجذع لفراقك حتی جعلت یدك علیه فسکن فامتك اولی بالحنین الیك لما فارقتها بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتك عندہ ان جعل طاعتك طاعته فقال عزوجل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ [1]

یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان اور سلام ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے کثرتِ صحابہ کے پیشِ نظر منبر بنوایا گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس تنے کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو اس نے سسکیاں لے کر رونا شروع کر دیا۔ آپ نے اس پر دستِ شفقت رکھا تو وہ خاموش ہو گیا جب اس بے جان کھجور کے تنے کا یہ حال ہے تو اس امت کو آپ کے فراق پر نالۂ شوق کا حق زیادہ ہے۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی فضیلت عطا فرمائی ہے کہ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے دیا۔

دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من تواضعك انك جالستنا وتزوجت

یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان ہوں آپ کی تواضع و انکساری کی حد ہے کہ دعوش کے مہمان

---

[1] الرسول لدکتور عبدالحلیم محمود شیخ الازہر، ۲۲-۲۳

منا واکلت معنا ولبست الصوف وکبت	ہو کر) ہم فرشیوں کے ساتھ رہے ہماری خاطر
الدواب واردنت خلفہ ووضعت	نکاح کیا اور کھایا صوف کا باس پہنا، گھوڑے
طعامک علی الارض تواضعا منک[1]	پر سواری فرمائی بلکہ ہم جیسوں کو اپنے پیچھے بٹھایا

ہجرِ رسول میں خاتون کے اشعار پر فاروق اعظمؓ کا بیمار ہونا

حضرت زید بن اسلمؓ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے۔ ایک رات آپ عوام کی خدمت کے لیے رات کو نکلے۔

فرأی مصباحا فی بیت واذا عجوز	تو آپ نے ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ جل رہا
تنفش صوفا و تقول	ہے اور ایک بوڑھی خاتون اُون کاتتے ہوئے یہ
	اشعار پڑھ رہی ہے۔

علی محمد صلاۃ الابرار   صلی علیہ الطیبون الاخیار

قدکنت قواما بکاء بالاسحار   یالیت شعری والمنایا اطوار

هل تجمعنی وحبیبی الدار

محمد پر اللہ کے تمام ماننے والوں کی طرف سے سلام ہو اور تمام متقین کی طرف سے بھی۔ آپ راتوں کو اللہ کی یاد میں کثیر قیام اور سحری کے وقت آنسو بہانے والے تھے۔ ہائے افسوس اسباب موت متعدد ہیں کاش مجھے یقین ہو جائے کہ روزِ قیامت مجھے آقا کا قرب نصیب ہو سکے گا۔

یہ اشعار سن کر حضرت فاروق اعظم کو اپنے آقا کی یاد آگئی جس پر وہ زار و قطار رو پڑے۔

طرق علیها الباب فقالت من ھذا؟	اور دروازے پر دستک دی۔ خاتون نے پوچھا
فقال عمر بن الخطاب فقالت مالی	کون؟ آپ نے کہا عمر بن الخطاب۔ خاتون
ولعمر فی ھذہ الساعۃ فقال افتحی	نے کہا۔ رات کے ان اوقات میں عمر کو یہاں
یرحمک اللہ فلا بأس علیک	کیا کام؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تجھے جزائے خیر عطا
ففتحت لہ فدخل علیها وقال	فرمائے دروازہ کھول۔ اس نے دروازہ کھولا آپ
ردی الکلمات التی قلتها انفا فردتها	اس کے پاس بیٹھ گئے اور کہا کہ جو اشعار تو پڑھ

---

[1] الرسول، ۲۲-۲۳

فقال ادخلینی معکما و تولی
وھمس فاغفرلہ یا غفار [1]

رہی تھی ان کو دوبارہ پڑھ، اس نے جب دوبارہ اشعار پڑھے تو آپ کہنے لگے کہ اس مسعود و مبارک اجتماع میں مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرتے ہوئے یہ کہہ ہم دونوں کو آخرت میں حضور کا ساتھ نصیب ہو اور اے معاف کرنے والے عمر کو معاف کر دے۔

بقول قاضی سلیمان منصورپوری حضرت فاروق اس کے بعد چند دن تک صاحب فراش رہے۔ [2]

مجھے تجھ سے بڑھ کر زیارت کا اشتیاق ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جمعرات کی صبح کو ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اونٹ پر سوار ایک سفید ریش بوڑھا آیا اس نے اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر باندھا اور یہ کہتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ھل فیکم محمد رسول اللہ ؟

تم پر اللہ کی رحمت کا نزول ہو کیا تم میں اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ایھا السائل عن محمد ما ذا ترید منہ ؟

اے حضور کے بارے پوچھنے والے تجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کام ہے ؟

اس نے عرض کیا کہ میں یہودی علماء میں سے ہوں میں اسّی سال سے تورات کا مطالعہ کر رہا ہوں اس میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے اور میں اس ذکر سے متاثر ہو کر آیا ہوں اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

وقد جئت اطلب الاسلام علی یدہ

اور میں آپ کے ہاتھ پر بیعتِ اسلام کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

---

[1] نسیم الریاض، ۳، ۳۵۵ بحوالہ کتاب الزہد لابن مبارکؒ

[2] رحمۃ للعالمین، ۲، ۴۲۶

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو وصال ہو چکا ہے اس پر اس عالم نے افسوس کا اظہار شروع کر دیا اور کہا

هل نيكم قرابة محمد؟ کیا ان کی اولاد ہے ؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ وہاں جا کر اس نے اپنا تعارف کروایا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں سے کسی کپڑے کی زیارت کرنا چاہتا ہوں حضرت سیدۂ عالم رضی اللہ عنہا نے اپنے شہزادے امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔

هات الثوب الذی توفی فیه رسول الله	وہ کپڑا لائیں جو آپ نے وقتِ وصال پہنا ہوا تھا
فجاء فاخذه الحبر والقاه علی وجهه	جب وہ کپڑا لایا گیا اس عالم نے اسے اپنے چہرے پر
وجعل یتنشق ریحه ویقول بابی وامی	ڈال لیا اور خوشبو سونگھتے ہوئے بار بار کہتا کہ اس
من جد نشف فیه هذا الثوب	صاحبِ ثوب پر میرے ماں باپ قربان ہوں

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

صف لی صفة رسول الله حتی کانی	حضور کے اوصافِ جمیلہ کا تذکرہ اس طرح کرو۔
انظر الیه	کہ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں ۔

یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔

فبکی علی بکاء شدیداً وقال والله لان	آپ شدت کے ساتھ رو پڑے اور کہنے لگے
کنت مشتاقاً الی محمد فانا اشوق	اے سائل خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
الی حبیبی منك	کا جس قدر تجھے اشتیاق ہے مجھے اس سے کہیں بڑھ
[1]	اپنے حبیب کی ملاقات کا شوق ہے ۔

مصطفےٰ کی یاد آگئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا۔

انطلق بنا الی ام ایمن رضی اللہ عنہا — کہ چلیں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات

---

[1] ابن عساکر، ۱ : ۳۴۲، ۳۴۳

نزورها کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزورها

کرائیں کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے لہذا ہمیں بھی جانا چاہیئے

جب حضرات شیخین حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔

انہوں نے پوچھا۔

مایبکیک ؟ اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کیوں روتی ہیں ؟ تجھے علم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ہاں ایسے مقام پر ہیں جو اس دنیا سے کہیں بہتر ہے۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا

انی لاعلم ما عند اللہ تعالیٰ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء

یہ میں بھی جانتی ہوں کہ وہاں آپ اعلیٰ مقام پر ہیں لیکن میں اس لیے روتی ہوں کہ ہم اللہ پاک کی عظیم نعمت وحی سے محروم ہو گئے جو کہ آپ کے سبب سے صبح و شام میسر آتی تھی۔

جب ان حضرات نے یہ بات سنی

فجعلا یبکیان معها [1]

تو ان دونوں نے بھی (یادِ محبوب) میں رونا شروع کر دیا۔

مسکراہٹیں رخصت ہو گئیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام صحابہ بالعموم مغموم رہتے۔ حتیٰ کہ بعض نے مسکرانا ہی ترک کر دیا تھا۔

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

ما رأیت فاطمة رضی اللہ عنہا ضاحکة بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [2]

میں نے آپ کے وصالِ مبارک کے بعد کبھی بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مسکراتے نہیں دیکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۴۱۲ بحوالہ مسلم [2] طبقات ابن سعد، ۲، ۸۴

پر حاضر ہوتیں تو آپ رضی اللہ عنہا کی یہ کیفیت ہوتی۔

اخذت قبضة من تراب القبر — قبرِ انور کی مٹی مبارک اٹھا کر آنکھوں پر لگاتیں

فوضعته علی عینیها فبکت وانشأت — اور یاد میں رو رو کر یہ اشعار پڑھتیں

تقول [1]

ماذا من شم تربة احمد
ان لایشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیالیا

جس شخص نے آپ کے مزارِ اقدس کی خاک کو سونگھ لیا ہے اسے زندگی میں کسی دوسری خوشبو کی ضرورت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی وجہ سے مجھ پر جتنے عظیم مصائب آئے ہیں اگر وہ دنوں پر اترتے تو وہ رات میں بدل جاتے۔

تمہیں تدفین کا حوصلہ کیونکر ہوا؟

امام احمد فرماتے ہیں کہ جب رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہو چکی تو سیدۂ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تدفین کرنے والے صحابہ میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

یا انس اطابت انفسکم ان دفنتم رسول الله صلی الله علیه وسلم فی التراب ورجعتم؟ — اے انسؓ تمہارے دلوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کو کس طرح گوارا کر لیا تھا؟

حضرت حماد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد مشہور تابعی حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے

بکی حتی تختلف اضلاعه [2] — تو وہ اتنا روتے کہ ان کی پسلیاں اپنی جگہ سے ہل جایا کرتی تھیں۔

---

[1] الوفار لابن الجوزی، ۲ ، ۸۰۳

[2] البدایہ، ۵ ، ۲۷۳

آستانہ محبوب پر قابلِ رشک موت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک خاتون آپ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لیے آئی اور مجھ سے کہنے لگی۔

اکشفی لی قبر رسول اللہ علیہ فکشفته لہا فبکت حتی ماتت [1]

حجرۂ انور کھول دیں میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔

میں نے حجرے کا دروازہ کھول دیا وہ عورت آپ کا مزارِ اقدس دیکھ کر اتنا روئی کہ روتے روتے شہید ہو گئی۔

نگاہ میں کوئی جچتا ہی نہیں

حضرت عبداللہ بن زید کے بارے منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور علیہ السلام کے وصال مبارک کی خبر دی وہ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپ کے وصال کی خبر سن کر غمزدہ ہو گئے اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔

اللھم اذھب بصری حتی لا اری بعد حبیبی محمد احداً فکفت بصرہ [2]

اے میرے اللہ میری آنکھوں کی بینائی اب ختم کر دے تاکہ میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان کی دعا قبول فرمالی۔

اب آنکھیں کیا کرنی ہیں

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ان رجلاً من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذھب بصرہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے ایک صحابی کی بینائی جاتی رہی۔ لوگ ان کی عیادت

---

[1] الشفاء، ۲: ۵۰۰

[2] المواہب اللدنیہ، ۲: ۹۴

نعادو۲ — کے لیے گئے۔

جب ان کی بینائی ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کیا تو وہ کہنے لگے۔

کنت ارید هما لا نظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما اذا قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فواللہ ما یسرنی ان بهما بظبی من ظباء تبالۃ [۱]

میں ان آنکھوں کو فقط اس لیے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ اب چونکہ آپ کا وصال ہو گیا ہے اس لیے اگر مجھے ہرن کی آنکھیں بھی مل جائیں تو خوشی نہ ہوگی۔

فراقِ محبوب میں سواری پر کیا گزری

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ آپ کے وصال مبارک کے بعد فراق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وناقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علف نمیخورد وآب نمی نوشید تا آنکہ مرد

آپ کے وصال کے بعد آپ کی اونٹنی نے مرتے دم تک نہ کچھ کھایا اور نہ ہی پیا۔

ازجملہ آیاتی کہ ظاہر شد بعد از موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں حماری کہ آنحضرت گاھی برآں سوار میشد چنداں حزن کرد کہ خودرا درچاھی انداخت [۲]

آپ کے وصال کے بعد جو عجیب کیفیات رونما ہوئیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جس گوش دراز پر آپ سواری فرماتے تھے وہ آپ کے فراق میں اتنا پریشان ہوا کہ اس نے ایک کنوئیں میں چھلانگ لگا دی اور شہید ہو گیا۔

میں سو جاؤں مصطفٰےؐ کہتے کہتے

حضرت عبدۃ بنتِ خالد بن صفوان رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر و فراق میں گریہ وزاری کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتی ہیں۔

۱۔ الادب المفرد، ۱۴۱

۲۔ مدارج النبوۃ، ۲: ۴۴۴

ماکان خالد یاوی الی فراش الا وھو یذکر من شوقه الی رسول الله صلی الله علیه وسلم والی اصحابه من المهاجرین والانصار یسمیهم ویقول هم اصلی وفصلی والیهم یحن قلبی طال شوقی الیهم فعجل رب قبضی الیک حتی یغلبه النوم [1]

جب کام کاج سے فارغ ہو کر بستر پر سونے کے لیے آتے تو (ان کا وظیفہ یہ تھا کہ) وہ حضور علیہ السلام اور آپ کے مہاجر و انصار صحابہؓ کا نام لے کر ان کی یاد میں روتے اور کہتے میرا سب کچھ وہی ہیں میرا دل (ہمہ وقت) انہی کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے لیکن ہجر و فراق کی گھڑیاں لمبی ہوتی جارہی ہیں۔ اے میرے رب میری روح کو جلدی قبض فرمالے (تاکہ میں ان سے جاملوں) انہی حسین یادوں میں محویت کے عالم میں سسکیاں لیتے لیتے بالآخر سوجاتے۔

اب دنیا تاریک ہوگئی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ آمد اور وصال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

لما کان یوم الذی دخل فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم اضاء منها کل شیء فلما کان الیوم الذی مات فیه اظلم منها کل شیء [2]

آپ کی تشریف آوری پر مدینہ کی ہر شے روشن ہوگئی لیکن جس روز آپ کا وصال ہوا ہر شے پر تاریکی چھاگئی۔

یعنی وہ شہر جس میں ہم صبح و شام آپ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے اب آپ کے نظر نہ آنے کی وجہ سے تاریک نظر آنے لگا۔

امام ابراہیم بیجوری حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

استنار من المدینة الشریفة کل شیء نورا حسیا ومعنویا لانه صلی الله علیه وسلم نور الانوار

آپ کی برکت سے مدینہ کی ہر شے نورِ ظاہری اور نورِ باطنی سے روشن ہوگئی کیونکہ آپ کی ذاتِ اقدس تمام انوار کا سرچشمہ، روشن چراغ

---

[1] الشفاء، ۲: ۵۶۷، ۵۶۸ [2] شمائل ترمذی، ۳۳

والسراج الوهاج ونور الهداية العامة ودفع الظلمة التامة وقوله اظلم منها کل شیئ ای لفقد النور والسراج منها فذهب ذالك النور بموته [1]

اور تمام عالم کے لیے ہدایت کا مرکز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی وجہ سے نورِ حق اور چراغِ بزم کائنات پسِ پردہ چلا گیا لہٰذا تمام روشنی تاریکی میں بدل گئی۔

شیخ قاضی محمد عاقل رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

از غم فراق آں سرور حالت رو نداد کہ گویا تاریک گشتہ در و دیوار ہائے مدینہ و تاریکی محیط گشت [2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق و غم میں ایسی کیفیت ہوگئی کہ تمام مدینہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ گویا شہر مدینہ کے در و دیوار پر تاریکی چھاگئی۔

لگتا نہیں دل میرا اب ان ویرانوں میں

شارح بخاری امام کرمانی نقل کرتے ہیں کہ جب آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے دل نہ لگنے کی وجہ سے شہر مدینہ چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت سیدنا صدیقِ اکبرؓ کو جب آپ کے ارادے کا علم ہوا تو آپ نے اس ارادے کو ترک کرنے کے لیے فرمایا اور کہا آپ کو چاہیئے کہ پہلے کی طرح رسولِ پاک ﷺ کی مسجد میں اذان دیا کریں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کی بات سنی تو عرض کیا۔

انی لا ارید المدینة بدون رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا احتمل مقام رسول الله صلی الله علیه وسلم خالیاً عنه [3]

اپنے محبوب کریم کے بغیر اب، مدینے میں جی نہیں لگتا اور نہ ہی مجھ میں ان خالی و افسردہ مقامات کو دیکھنے کی قوت ہے جن میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔

---

[1] المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ ۱۹۶

[2] انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ، ۵۶۵

[3] الکرمانی شرح البخاری ۱۵، ۲۴

بخاری شریف کی روایت میں آپ کا جواب ان الفاظ میں منقول ہے۔

یا ابابکر ان کنت انما اشتریتنی	اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا تھا تو مجھے
لنفسک فامسکنی وان کنت انما	روک لیں اور اگر اللہ کی رضا کی خاطر خریدا تھا
اشتریتنی للہ فدعنی [1]	تو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

زیارت کے بغیر اذان میں لطف نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے کہ لوگو تم نے کہیں رسول اللہ کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو۔ یہ کہہ کر کہ اب مدینہ میں میرا رہنا دشوار ہے شام کے شہر حلب میں چلے گئے تقریباً چھ ماہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ماھذہ الجفوۃ یا بلال اما ان	اے بلال تو نے ہمیں ملنا چھوڑ دیا کیا ہماری ملاقات
لک ان تزورنی یا بلال	کو تیرا جی نہیں چاہتا؟

خواب سے بیدار ہوتے ہی اونٹنی پر سوار ہو کر لبیک یا سیدی یا رسول اللہ کہتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ داخل ہوئے تو سب سے پہلے مسجد نبوی میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈنا شروع کیا کبھی مسجد میں تلاش کرتے اور کبھی حجروں میں جب نہ پایا تو

فاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قبر انور پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا

اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ آکر مل جاؤ غلام حلب سے حاضر ہے۔ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے اور مزار پر انوار کے پاس گر پڑے کافی دیر بعد ہوش آیا۔ اتنے میں سارے مدینے میں اطلاع ہو گئی کہ موذن رسول حضرت بلالؓ آگئے ہیں۔ مدینہ طیبہ کے بوڑھے جوان، مرد عورتیں اور بچے اکٹھے ہو گئے اور عرض کی کہ ایک دفعہ وہ اذان سنا دو جو محبوب خدا کو سناتے تھے آپ نے فرمایا میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ میں جب اذان پڑھتا تھا تو اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتے وقت آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا۔ آپ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا۔ اب کسے دیکھوں گا۔

بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کی جائے جب وہ حضرت بلال رضی اللہ

---

[1] البخاری: ۲ : ۵۳۱

تعالیٰ عنہ کو اذان کے لیے کہیں گے تو وہ انکار نہ کر سکیں گے۔ ایک صاحب جا کر شہزادوں کو بلا لائے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلالؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

یا بلال نشتھی نسمع اذانک الذی کنت تؤذن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد	بلال آج ہمیں وہی اذان سناؤ جو ہمارے نانا جان کو سناتے تھے۔

بلالؓ کو انکار کا یارا نہ رہا لہٰذا اسی مقام پر کھڑے ہو کر اذان دینا شروع کی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں دیتے تھے بعد کی کیفیات روایت میں یوں بیان ہوئی ہیں۔

فلما ان قال اللہ اکبر اللہ اکبر ارتجت المدنیۃ فلما ان قال اشھد ان لا الہ الا اللہ ازدادت و فلما ان قال اشھد ان محمدا رسول اللہ خرج العواتق خدورھن وقالوا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما رئی یوم اکثر باکیا ولا باکیۃ بالمدینہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذالک الیوم [1]	جب آپ نے با آواز بلند اذان کے ابتدائی کلمات ادا کرنے شروع کیے تو اہلِ مدینہ سسکیاں لے کر رونے لگے آپؓ جیسے جیسے آگے بڑھتے گئے جذبات میں اضافہ ہوتا چلا گیا جب اشھدان محمدا رسول اللہ کے کلمات پر پہنچے تو تمام لوگ حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں گویا یوں تصور کرنے لگے جیسے رسول خدا دوبارہ تشریف لے آئے ہیں۔ (رقت و گریہ زاری کا عجیب منظر تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اہلِ مدینہ پر اس دن سے بڑھ کر اتنی رقت کبھی طاری نہیں ہوئی۔

اقبالؒ اذانِ بلالؓ کو ترانۂ عشق قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی ۔۔۔ نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آپ کے وصال کے بعد ہجر و فراق کی کیفیات اشعار میں یوں

---

[1] ابن عساکر

بیان کی ہیں۔

ما بال عینیک لا تنام کانما کحلت ماقیھا بکحل الارمد

اب آنکھوں میں نیند نہیں رہی بلکہ ہر وقت یوں رہتی ہیں جیسے ان میں، کوئی اشک آور چیز ڈال دی گئی ہے۔

وجھی یقیک التراب لھفی لیتنی غیبت قبلک فی بقیع الغرقد

آپ کی تدفین اور وصال پر مجھے احساس ہوا کہ کاش میں آپ سے پہلے بقیع کے قبرستان میں دفن ہو چکا ہوتا۔

اقیم بعدک بالمدینۃ بینھم یا لھف نفسی لیتنی لم اولد

اب میں حضور کے بعد مدینہ میں لوگوں کے ساتھ کیسے بیٹھوں، ہائے افسوس میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا

نظلت بعد وفاتہ متبلدًا یا لیتنی اسقیت سم الاسود

میرے آقا میں آپ کے وصال کے بعد از ہوش رفتہ بن گیا ہوں کاش مجھے آج ہی کوئی سانپ ڈس جاتے (اور میں اپنے آقا سے جا ملوں)

واللہ اسمع ما بقیت بھالک الا بکیت علی النبی محمد

خدا گواہ ہے میں جب تک زندہ ہوں آپ کے فراق میں روتا رہوں گا۔

یارب فاجمعنا و نبینا فی جنۃ تثنی عیون الحسد

اے رب کریم مجھے میرے آقا کے ساتھ جنت میں جمع فرما تاکہ حاسدین کی آنکھیں جھک جائیں

آئینے میں تصویر محبوب

امام آلوسی نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کو جب محبوب کی یاد آجاتی تو وہ آپ کے دیدار فرحت آثار کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور آپ کے مبارک حجروں میں تلاش کرتے امہات المؤمنین سے عرض کرتے کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے بغیر چین نہیں آرہا چنانچہ بعض اوقات حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر استعمال رہنے والا آئینہ لاتیں جب وہ اس آئینے کو دیکھتے تو بجائے اپنے آپ کو دیکھنے کے محبوب خدا کو جلوہ افروز پاتے۔ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

روی ان بعض الصحابۃ احب ان جب محبوب کریم کی یاد بعض صحابہ کو تڑپاتی تو وہ حضرت

لایبعد ان یکون المعنی لو ابصرتم ما ابصرت من مشاهدۃ جمالہ ومطالعۃ جلالہ فی مقام مکاشفۃ کمالہ [1]

یہ معنی بھی بعید از قیاس نہیں کہ جس طرح مجھے آپ کے جمال و جلال کا مشاہدہ ہوتا ہے اسی طرح تمہیں بھی ہو جائے تو پھر سوال کی گنجائش ہی نہ رہے۔

اس گفتگو کے بعد امام مالک رضؓ نے مختلف بزرگوں کے واقعات سناتے ہوئے ان کی یہی کیفیت بیان فرمائی

۳۔ لقد کنت اریٰ محمد ابن المنکدر وکان سید القراء لا نکاد نسألہ من حدیث ابداً الا یبکی حتی نرحمہ [2]

میں نے محمد بن منکدر کو۔ جو سید القراء کے نام سے مشہور تھے" دیکھا ان سے جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے پوچھا وہ (جواب دیتے وقت) رو پڑتے حتیٰ کہ ہم پر رقت طاری ہو جاتی۔

علامہ خفاجیؒ رونے کی حکمت بیان کرتے ہیں۔

لشدۃ شوقہ الی لقائہ وتأسفہ علی عدم رویتہ صلی اللہ علیہ وسلم [3]

آپ کا رونا محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شوقِ وصال اور عدم ملاقات کی وجہ سے تھا۔

۴۔ ولقد کنت اریٰ جعفر بن محمد الصادق وکان کثیر الدعابۃ والتبسم فاذا ذکر عندہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصفر وما رأیتہ یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا علی طہارۃ قد اختلفت الیہ زماناً ماکنت اراہ الا علی ثلاث خصال اما مصلیاً واما صامتاً واما قاریاً للقرآن ولا یتکلم فیما لا یعنیہ

میں نے امام جعفر الصادق رضؓ کی زیارت کی ہے آپ کثیر المزاح تھے لیکن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہوجاتا تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا اور میں نے ان کو کبھی بھی بغیر طہارت کے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں پایا۔ میرا ان کے پاس اکثر آنا جانا تھا میں جب بھی ان کے پاس گیا تین حالتوں میں سے ایک میں پایا یا بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہوتے یا خاموش بیٹھے محبوبِ حقیقی کی یاد میں گم ہوتے یا تلاوتِ قرآن میں مشغول ہوتے اور بے فائدہ گفتگو کا ان کے ہاں تصور ہی نہیں تھا۔

---

[1] الشفاء ۲: ۵۹۰

[2] نسیم الریاض ۳: ۴۰۰

[3] الشفاء ۲: ۵۹۷

۵۔ لقد کان عبد الرحمن بن القاسم یذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینظر الی لونہ کانہ نزف منہ الدم وقد جف لسانہ فی فمہ ھیبۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق رض کے پڑپوتے عبدالرحمن رح جب حضور علیہ السلام کا ذکر سنتے تو جسم کا رنگ اس طرح زرد پڑ جاتا جیسے اس سے خون نچوڑ لیا گیا ہو اور آپ کے ذکر کی ہیبت کی وجہ سے ان کی زبان خشک ہو جاتی۔

۶۔ لقد کنت اتی عامر بن عبد اللہ بن الذبیر فاذا ذکر عندہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکی حتی لا یبقی فی عینیہ دموع

میں اپنے وقت کے مشہور عابد وزاہد حضرت عامر بن عبداللہ رض کے پاس جاتا تھا جب ان کے سامنے سرکار دو جہاں کا ذکر کیا جاتا تو وہ اتنے روتے کہ آنکھیں خشک ہو جاتیں۔

۷۔ لقد رأیت الزھری وکان من اھنأ الناس واقربھم فاذا ذکر عندہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانہ ماعرفک ولا عرفتہ

مشہور تابعی حضرت امام زہری رح کو میں نے دیکھا لوگوں کے ساتھ بڑی خندہ پیشانی سے ملتے جب رسولِ خدا کے حسن وجمال کا تذکرہ ہوتا تو ان پر ایسی وارفتگی طاری ہو جاتی کہ نہ وہ کسی سے پہچانے جا سکتے اور نہ خود کسی کو پہچان سکتے۔

۸۔ لقد کنت اتی صفوان بن سلیم وکان من المتعبدین المجتہدین فاذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا یزال یبکی حتی یقوم الناس عنہ ویترکوہ [۱]

حضرت صفوان بن سلیم رض جو شب بیدار اور مجتہد تھے میرا ان کے ہاں آنا جانا تھا جب وہ حضور علیہ السلام کی مدح وتعریف سنتے تو رو پڑتے اور اتنی دیر تک روتے رہتے کہ پاس بیٹھنے والے (انتظار کرتے کرتے تھک کر) چلے جاتے۔

حضرت ملا علی قاری رح لوگوں کے چلے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حذراً من رؤیتہ علی تلک الحالۃ المحزنۃ [۲]

کہ ان کی حالتِ زار کسی سے دیکھی نہیں جاسکتی تھی۔

---

[۱] الشفاء ۲: ۵۹۸ [۲] شرح الشفاء

۹۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے بارے منقول ہے۔

انہ کان اذا سمع الحدیث اخذہ العویل والزویل [1]

جب محبوب خدا کے بارے میں کوئی بات سنتے تو ان کی حالت غیر ہو جاتی اور چیختے چیختے رو پڑتے

ملا علی محمد البجادی حاشیہ شفاء میں لفظ عویل کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

العویل، صیاح مع بکاء [2]

عویل آواز کے ساتھ رونے کو کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ کے بارے قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں۔

ربما یضحک فاذا ذکر عندہ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم خشع [3]

آپ کے چہرہ پر اکثر مسکراہٹ رہتی لیکن حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہی ان پر خشیت کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

---

[1] الشفاء ۲: ۵۹۸

[2] حاشیہ شفاء ۲: ۵۹۸

[3] الشفاء ۲: ۵۹۹

محبتِ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے معطر
علمی و تحقیقی تصانیف

از مفتی محمد خان قادری

نائب امیر عالمی دعوتِ اسلامیہ